بنگلہ دیش کے مفسرین عظام کا تعارف

اوران کی تفسیری خدمات

محمد عبدالحیٔ

ریسرچ اسکالر، اسلامک لرننگ ڈپارٹمنٹ

سرزمینِ بنگال میں قدیم زمانہ سے بے شمار محدثین عظام، ادباء، اور مفسرین عظام پیدا ہوئے، علامہ سخاوی نے اپنی کتاب ''الضوء اللامع'' میں بنگال کے ایسے ایسے علماء کی حالات لکھے ہیں جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مرجع خاص وعام تھے۔ لیکن بدقسمتی سے مفسرین قرآن کے حوالے سے ایسی کوئی کتاب یا ان کی حالات کے بارے میں کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی، تاریخ کے اوراق گردانی یا دوسری کتابوں کے مطالعہ سے علماء بنگال کے قدیم زمانے سے خدمتِ قرآن کے کارنامے نظر آتے ہیں، علمی اور عملی میدان میں ان کی خدمت قرآن بذاتِ خود گواہی پیش کر رہی ہے۔ کبار علماء سے سینہ باسینہ ان کی خدمت یکے بعد دیگرے منتقل ہوتی رہی۔ ان علماء کی محنت اور کاوش، قرآن کی تعلیم کی نشر واشاعت، لوگوں کو گمراہی سے راہِ ہدایت اور صراطِ مستقیم کی طرف لانا، شرک وبدعت سے راہِ روشن کی طرف رہنمائی کرنا، یہ خدمات انہوں نے وعظ ونصیحت کے علاوہ کتابت وتصانیف کی صورت میں بھی پیش کی ہیں، ان کے یہ ایثار اور قربانیوں کی تعریف وستائش خوب سنائی جاتی ہیں۔ لیکن ان کی یہ عظیم خدمات اور کارنامے پچھلے دور کے مؤرخین یا کوئی مؤلف قلمبند نہیں کر سکے، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ پچھلے دور میں علم سینہ باسینہ منتقل ہوتا تھا تصنیفی شکل میں بہت ہی کم بلکہ شاذ ونادر ہی قلمی نسخے ملتے تھے، جس کی وجہ سے میں ۱۸۰۰ء صدی عیسویں سے ۱۹۰۰ء صدی عیسویں تک کے مفسرینِ بنگال اور ان کی تصنیفی خدمات پیش کرنے سے قاصر ہوں۔ میں نے اس سفر کے آغاز میں ہی تاریخ کا مطالعہ کیا، بنگال کے کبار علماء سے ملاقات کی، جہاں از خود پہنچنا ممکن نہ ہوا وہاں خط وکتابت اور فون سے رابطہ کیا مگر کسی کی طرف سے تسلی بخش جواب نہیں ملا اور خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ خود بنگال میں علماء بنگال کے حالات بہت ہی کم قلمبند کئے گئے، جس طرح ہندوستان کے قدیم علماء، فقہاء، اور محدثین عظام رحمہم اللہ کے حالات یہاں کسی بڑی کتاب میں نہیں ملتے، اسی طرح بنگال کے اہلِ علم وفضل کے حالات بھی کسی بڑی کتاب میں نہیں ملتے، پھر بھی ایک محقق اور طالب علم کی ذمہ داری ہوتی ہے جو میں نے پوری کرنے کی حتی الامکان کوشش کی، اللہ مجھے توفیق عنایت فرمائیں۔

میں فصلِ ثانی کو تین ادوار میں تقسیم کر رہا ہوں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) دورِاوّل: ۱۸۰۱ء......اگست ۱۹۴۷ء غیر منقسم ہندوستان کا زمانہ

(۲) دورِثانی: ۱۹۴۸ء......مارچ ۱۹۷۱ء متحدہ پاکستان کا زمانہ

(۳) دورِثالث: ۱۹۷۲ء......دسمبر ۲۰۱۰ء بنگلہ دیش کا زمانہ

تفصیل حسبِ ذیل میں تحریر ہے:

الف: دورِاوّل ۱۸۰۱ء تا ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء (۱۲۱۰ھ تا رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ)

واضح رہے کہ ہم تمام ادوار میں مفسرین عظام کی تاریخ وفات کے ملحوظ رکھتے ہوئے تقسیم ادوار کئے ہیں، جبکہ تاریخ ولادت کا لحاظ نہیں کیا گیا۔

۱۸۰۰ صدی عیسویں سے ۱۹۰۰ صدی عیسویں تک بنگال میں کوئی خاص قابلِ ذکر مفسرِ قرآن تتبع وتلاش کے باوجود مجھے دستیاب نہیں ہوا، البتہ ۱۹۰۰ء سے لیکر ۱۹۴۷ء تک جتنے مفسرینِ کرام کی حالات اوران کی خدمات تاریخ کے اوراق میں دستیاب ہوئی ان کا تذکرہ دورِاوّل میں پیشِ خدمت ہے۔

(۱) مفسرِ قرآن مولانا تسلیم الدین رحمہ اللہ "بنگلہ ترجمہ وتفسیر القرآن" جلد ۳/(المولود ۱۸۵۲ء بمطابق ۱۲۶۹ھ، المتوفی ۱۹۲۷ء/۱۳۴۶ھ)

پیدائش:

مولانا تسلیم الدین احمد جلپائی گوری ضلع جودا تھانہ کے چاندر باری گاؤں میں ۱۸۵۲ء/۱۲۶۹ھ میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب کا نام منشی طریق اللہ، آپ دار جیلنگ میں ڈپٹی کمشنر اور کچ بہار ریاست کے سٹلمنٹ آفیسر تھے۔(۱)

تعلیم:

ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں کے ماڈل اسکول سے شروع کیا، اسی اسکول سے تعلیمی وظیفہ کے ساتھ پڑھائی کرکے مڈل پر فائز ہوئے پھر رنگ پور اسکول سے کامیابی کے ساتھ میٹرک پاس کیا، اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے کلکتہ کا سفر کیا، آپ نے ۱۸۷۷ء میں پریسیڈنسی کالج سے B.A اور ۱۸۸۲ء میں B.L پاس کیا۔

عملی زندگی:

تعلیم سے فراغت حاصل کرتے ہی سب سے پہلے پورنیا، دارجلینگ، اور جلپائی گوری میں وکیل کی حیثیت سے پیشہ اختیار کیا۔

عربی، فارسی اور دیگر زبان کی تعلیم:

عربی فارسی کے علاوہ دیگر زبان سیکھنے کا شوق اور عزم طالب علمی کی زندگی ہی سے تھا، فراغت کے بعد باقاعدہ عربی زبان چند اساتذہ سے پڑھنا اور سیکھنا شروع کیا وہ اساتذہ، مولانا عبدالمجید لاہوری، مولانا شفاعت حسین وغیرہ ہیں۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ آئندہ زندگی میں قرآنِ کریم کا ترجمہ وتفسیر کر کے انسانیت کی خدمت کرنا، چنانچہ آپ ۱۸۹۱ء میں قرآن کا بنگلہ ترجمہ شروع کیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ چند اخبار میں آپ کا ترجمہ شائع ہونا شروع ہوگیا، سب سے پہلے ''اشاعتِ اسلام'' اخبار میں آپ کا کیا ہوا ترجمہ منظر پر آیا، مفتی ریاض الدین احمد کے زیرِ نگرانی ''اشاعتِ اسلام'' میں تسلیم الدین صاحب کا ترجمہ، دوسرے اور چوتھے شمارے میں چند سورتوں کے علاوہ ہفتم شمارہ میں ۱۹۰۵ء میں عم پارہ، سورۂ رحمٰن، سورۂ نجم، اشاعت ہوئی۔ (۲)

سید امداد علی کے زیرِ نگرانی ماہنامہ رسالہ ''نیا نور'' میں سورۂ لقمان، بلد کا ترجمہ وتفسیر کی اشاعت ہوئی۔ اسی طرح سال چہارم میں سورۂ مائدہ اور سورۂ کہف کی تسلسل کے ساتھ اشاعت ہوئی۔ (۳)، ۱۹۰۶ء میں اشاعتِ اسلام میں سورۂ قیامہ اور سورۂ یوسف سال ہشتم میں اشاعت ہوئی، (۴)

رنگ پور سے ''باشونا'' اخبار کے مدیر شیخ فضل الکریم کے زیرِ نگرانی ۱۸۸۲ء سے ۱۹۳۶ء شمارہ ہشتم اور نہم میں تسلیم الدین صاحب کے بنی اسرائیل کے پندرہ آیات کا ترجمہ اور تفسیر شائع ہوئی، جس میں معراج کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا۔ (۵) مولانا تسلیم صاحب کا ترجمہ قرآن کا سلسلہ اشاعت مختلف اخبار، جریدہ، رسائل وغیرہ میں جاری تھی اور آپ رات دن ایک کر کے کسی فرصت کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے، جب بھی فرصت ملتی تھی آپ ترجمہ کے لئے بیٹھ جاتے یہاں تک کہ مکمل تیس پارے کی ترجمہ وتفسیر کا مسودہ تیار کر لیا، لیکن کتابی شکل میں اشاعت کرنے کے لئے ابھی ارادہ نہیں تھا، بلکہ آپ کا منصوبہ یہ تھا کہ حصوں میں منظرِ عام پر لایا جائے چنانچہ آپ نے سب سے پہلے ۲۹ واں پارہ ''تبارک اللہ'' کی اشاعت کی۔ اس بارے میں پروفیسر مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں کہ یہ عظیم الشان کارنامہ آپ نے ۱۹۰۸ء میں انجام دیا۔ (۶)

لیکن بنگول لائبریری کیٹلاگ اور انڈیان آفس لائبریری کیٹلاگ کے معلومات کے مطابق ۲۹ واں پارہ شائع ہوا تھا۔ ۱۹۰۷ء میں ناشر وطباعت محمد ریاض الدین احمد، ریاض الاسلام پریس کلکتہ (۷) اس کے بعد ۳۰ واں پارہ یعنی عم پارہ کی اشاعت زمانہ ۴ فروری ۱۹۰۹ء، ناشر وطابع مذکورہ بالا ہی ہے، ۱۵۹ کوریہ روڈ ریاض الاسلام پریس کلکتہ (۸) اس کے بعد قرآن کے شروع حصے سے سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کا ترجمہ وتفسیر کی بھی اشاعت کی۔ جس کے طبع کنندہ رنگ پور قادریہ پریس ہے۔ (۹)

تسلیم الدین صاحب کا ترجمہ اور تفسیر عوام الناس میں مقبولیت:

مولانا تسلیم الدین صاحب کا ترجمہ اور تفسیر جب اخبار وغیرہ میں چھپ کر منظرِ عام پر آنے لگے تو ہندو مسلم سب میں یکساں شرفِ قبولیت حاصل ہونے لگی صرف یہی نہیں بلکہ اس کی اشاعت نے ایک تحریک پیدا کر دیا، لوگوں میں پڑھنے کا جذبہ پیدا ہوا اور شوق سے ان کی تصنیف خریدنے لگے، ۱۹۱۵ء میں ''روزنامہ ادب'' میں اس کا تبصرہ اس طرح ہوا ہے کہ ''مولانا تسلیم الدین ضعیف العمری میں ہمارے لئے ایک نادر اور انمول تحفہ پیش کیا جس میں خود پیسہ خرچ کیا، محنت کی دین کی خدمت کے حوالے سے ترجمہ قرآن شائع کیا۔(۱۰)

مذکورہ بیان سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا تسلیم الدین احمد قرآن کا ترجمہ وتفسیر ۱۸۹۱ء سے شروع کیا، ۲۲ سال جاں فشاں کاوش کے بعد ۱۹۱۹ء میں اختتام کو پہنچا۔ یہ سب سورہ کی شکل میں ہے۔ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۹ء عالمی جنگ کی وجہ سے کاغذ کی کمی کے علاوہ دیگر رکاوٹ کی بناپر مزید پانچ سال بیت گئے اس دوران آپ نے اپنی تفسیر میں مزید اضافہ اور تحقیق کر کے ۱۹۲۰ء میں چھپنے کے لئے مولوی محمد مزمل حق صاحب کے سپرد کیا جو یورپین ٹل پرنٹرز کے مالک تھے، لیکن ان غفلت اور کاہلی کی وجہ سے اور تین چار سال دیر ہوگئی۔ جس کی وجہ سے آپ کو بہت صدمہ پہنچا ہے۔(۱۱)

بالآخر ماہ اکتوبر ۱۹۲۴ء میں مزمل حق صاحب کی زیرِ نگرانی میں مذکورہ پریس سے ''پہلا جلد'' شائع ہوا۔ (۱۲) پہلے جلد میں دس پارے کا ترجمہ وتفسیر شامل تھا۔ یعنی سورۂ فاتحہ سے سورۂ توبہ تک کل نو سورتیں تھیں پہلا جلد لوگوں میں از حد مقبول ہوا نتیجۃً سال مکمل ہوتے ہوتے ہی مارکیٹ سے ختم ہوگیا۔(۱۳) ''دوسرا جلد'' اس جلد میں بیچ کے دس پارے کا ترجمہ وتفسیر ہے، یعنی سورۂ یونس سے عنکبوت تک کل بیس سورتوں پر مشتمل جلد ہے۔ سن ۱۹۲۳ء میں ناشر محمد مزمل حق، ماریننٹ پریس لمیٹڈ ہرسن روڈ کلکتہ سے اشاعت ہوئی۔ تعداد صفحات ۴۵۸ ہیں۔ ''تیسرا جلد'' یہ جلد ۳۰ جنوری ۱۹۲۵ء محمد مزمل الحق کے زیرِ نگرانی میں شائع کیا گیا۔ اس میں آخری دس پارے کا ترجمہ وتفسیر موجود ہے اور اسی پریس سے اس کی طباعت ہوئی، کل ۸۵ سورتیں ہیں سورۂ روم سے ناس تک تینوں جلدوں میں کل صفحات ۱۵۰۰ ہیں۔(۱۴)

جن تفاسیر اور کتب تراجم سے مدد لی:

(۱) علامہ شہید اسماعیل کی تفسیر عزم التفاسیر (۱۷۷۹ء تا ۱۸۳۱ء)

(۲) شاہ ولی اللہ کی تفسیر، (۱۷۰۳ء تا ۱۷۶۲ء)

(۳) شاہ عبدالقادر کی فارسی اور اردو تفاسیر۔ (۱۷۵۳ء تا ۱۸۲۷ء)

(۴) شمس العلماء ڈاکٹر نذیر احمد کا اردو ترجمہ۔ (۱۸۳۶ء تا ۱۹۱۲ء)

(۵) مولانا عبدالحق کی تفسیر حقانی وغیرہ۔

خصوصیاتِ تفسیر:

(۱) ترجمہ وتفسیر کے دوران بعض جگہ پر حاشیہ، نوٹ، تعلیق وغیرہ لکھا۔

(۲) ہر سورۃ کے ترجمہ سے قبل اس سورہ کا ملخص رکوع کے تسلسل کے ساتھ بیان کیا۔

(۳) سورہ کے نازل ہونے کا سلسلہ یعنی کس کے اور کون سی سورہ نازل ہوئی اور اس کی تشریح وواقعات وغیرہ کا بیان ہے۔

(۴) آخر میں تفصیلاً ایک فہرست بنایا جس میں کون سے سورہ میں کونسی آیت ہے اس کے موضوع پر بحث کیا، اور تفصیلاً حقیقت وماہیت بیان کیا۔ اس فہرست کا نام ''نجم القرآن'' تجویز کیا۔ (۱۶)

مولانا تسلیم الدین صاحب نے ترجمے کے ساتھ عربی آیات نقل نہیں کیا یعنی آیات چھوڑ کر صرف ترجمہ وتفسیر کی، اس کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ ان کا مقصد یہ تھا کہ ان کی یہ تفسیر وترجمہ صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ ہندو بھائیوں کے لئے بھی ہدایت کا ایک ذریعہ سمجھا ہے کہ اگر آیات لکھی جاتیں تو شاید ہندو لوگ ہاتھ میں نہیں اُٹھاتے۔ اور قرآن کی حرمت کے خلاف بھی تھی، ان کا یہ مقصد رائے کی وجہ سے اس ترجمہ کو بہت سارے ہندوؤں نے بھی پڑھا اور اس کی تعریف کی، اور استفادۂ علم بھی ہوئے۔

وہ سب ہندو مفکر جنہوں نے استفادہ کیا اور تعریف کی ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

(۱) شوریندر چندر رائے۔

(۲) اسی توش لاھوی

(۳) راجہ محی مرن جان

(۴) بالخصوص کلکتہ یونیورسٹی کے V.C دیپ پراشاد نے مورخہ ۱۳ر جنوری ۱۹۱۸ء میں ان کا ترجمہ پڑھ کر اظہارِ مسرت کی اور مبارک باد بھی پیش کیا۔ (۱۷)

اس طرح جن مسلم اخبار اور جریدے وغیرہ میں ان کی تعریف کی گئی اور تہہ دل سے مبارک باد پیش کیا گیا ان میں سے بعض اخبار یہ ہیں:

(۱) مسلم جگت (۲) نیا زمانہ

(۳) دوست (۴) عورتوں کی قوت

The Servent(۵) (۶) بنگال

(۷) سلطان پروبھاتی وغیرہ (۱۸)

وہ مسلم مفکرِ اسلام اور دانشوروں جنہوں نے ان کے ترجمہ وتفسیر پڑھ کر خوش ہوئے اور قرآن کی ایک عظیم

خدمت کے سہارے، ان کی کاوش کو داد دی اور عمیقِ دل سے ستائشی خط ارسال فرمائے وہ یہ ہیں:

(۱) سلطان اخبار کے مدیر، جناب مولانا منیر الزمان اسلام آبادی (۱۸۹۴ء۔۱۹۵۰ء)

(۲) رنگ پور کے کنیکا باشندے، ''باشونا اخبار'' کے مدیر، شاعر شیخ فضل الکریم (۱۸۸۲ء۔۱۹۳۶ء)

(۳) رنگ پور کے کارمائیکل کالج کے پروفیسر حکیم امجد حسین علی گڑھی۔

(۴) راجشاہی کالج کے عربی اور فارسی زبان کے استاد مولانا عبدالحکیم۔(۱۹)

(۵) رنگ پور کے کارمائیکل کالج کے عربی اور فارسی کے پروفیسر مولانا محمد حسین۔

(۶) چاٹگام مدرسہ کے پرنسپل خان بہادر محمد موسیٰ۔M.A

(۷) حدیث اور تفسیر کے حاذق و ماہر مولانا محمد عبدالودود۔B.A، نواکھالی وغیرہ۔

مذکورہ شخصیت کی رائے گرامی اور مبارک باد کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا تسلیم الدین صاحب نے اپنے میدان میں واقعی لائق اور فائق شخصیت کے حامل تھے، اور اپنے مقصد میں سو فیصد کامیاب ہوئے۔

ناقدانہ جائزہ:

مولانا تسلیم الدین صاحب اپنے ترجمہ و تفسیر میں بعض جگہوں میں زیادہ وضاحت کرنے لگے تو ایسے پیچیدگیوں میں اُلجھ گئے جس سے معنیٰ میں ابہام پیدا ہوگیا اور آیت کے ساتھ اس کا دور کا واسطہ بھی نہیں لگتا۔ زیادہ ترجمہ تصوری ہے۔ نیز ترجمہ میں اکثر ایسے الفاظ ہیں جو بنگلہ میں استعمال کیا گیا جس کے سمجھنے میں صرف دقت ہی نہیں بلکہ شبہات بھی پیدا ہوتی ہے۔ بہر حال پھر بھی ان کی یہ کاوش اور عرق ریز محنت ضرور قابلِ ستائش ہے۔ قرآن کی خدمت کے حوالے سے، پچھلے دور کی جاہلیت کے مقابلہ اور راہِ مستقیم و رہنمائی ایک عظیم خدمت تھی۔

تصانیف:

آپ کی اشاعت و غیر اشاعت اور مسودہ سمیت کل تصانیف کی تعداد بارہ ہیں۔ ان میں سے ''بنگلہ ترجمہ و تفسیر'' جو ہمارے زیرِ بحث ہے زیادہ قابلِ تحسین اور مشہور ہے۔ اس کے علاوہ تفہیم قرآن کے لئے ایک عربی گرامر کی کتاب بھی لکھی جس کا نام ''قواعد قرآن'' ہے۔ نیز آخر عمر میں ایک عظیم کتاب لکھنے کی غرض سے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا لیکن تقدیر نے ساتھ نہیں دیا اس سے پہلے ہی لقمۂ اجل بن گئے۔ اس کتاب کا نام ''فہرست قرآن'' تھا۔ اسی لئے خود موت سے کچھ روز پہلے دوسری کتاب کے اوراق عوام الناس سے معذرت چاہی۔(۲۰)

وفات:

۲۴ رمارچ ۱۹۲۷ء بمطابق ۱۳۴۶ء کو ۷۵ سال کی عمر میں اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ (اللہ ان کو جنت

الفردوس میں مقام عطا فرمائے)

(۲) قرآن کے بنگلہ ترجمہ وتفسیر (دو جلدیں) مؤلف: مفسر قرآن مولانا عباس علیؒ (المولود: ۱۸۵۹ء بمطابق ۱۲۶۶ھ) التوفی: ۱۹۳۲ء بمطابق ۱۳۵۱ھ) مفسرِ قرآن کا نام مولانا ابوالحسن محمد عباس علی تھا۔

پیدائش:

آپ چوبیس پرگونہ ضلع بشیر ہاٹ ڈاکخانہ دکھن چترا، چنڈی پور گاؤں میں ۱۸۵۹ء میں ایک دیندار اور شریف النسب خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان میں بہت سارے عالم پیدا ہوئے گویا کے آپ خاندانی عالم ہیں۔

تعلیم:

بچپن ہی میں دینی تعلیم اپنی آبائی گاؤں کے مکتب حاصل کی، پھر اپنے چچا مولانا منیرالدین صاحب کے پاس عربی، فارسی، اردو اور ابتدائی تعلیم حاصل کی، پھر ٹانیگائیل کے زمیندار وڈیرے کے مدرسہ میں مولانا عبدالرحمٰن کے زیرِ نگرانی ۱۵ سال رہ کر قرآن وحدیث وتفسیر اور دیگر فنون پر عبور حاصل کیا، اس طرح آپ ایک جید عالم کے نام سے پہچانے گئے۔(۲۱)

عملی زندگی:

تعلیم ختم ہوتے ہی آپ معلم کی حیثیت سے اپنے آپ کو وقف کر دیا تعلیم وتعلم آپ کی زندگی کا اوّل اور آخر پیشہ تھا۔ پہلے جس مدرسہ سے فارغ التحصیل ہوئے اس مدرسہ میں معلم اور استاد الحدیث والقرآن بنے، پھر اپنے آبائی گاؤں کے مدرسہ میں بحیثیت مہتمم اور اعلیٰ استاذ کے عہدے پر فائز ہوئے، جب اپنے گاؤں تشریف لائے تو اس وقت جاہلیت اور گمراہی، شرک، بدعت وغیرہ عروج پر دیکھا، لوگوں کو اس عذاب سے نجات دلانے کے لئے ترکیب سوچی، کہ کس طرح لوگوں کے گھر گھر میں دین اور صحیح پیغامات پہنچایا جائے، آخر انہوں نے ذرائع ابلاغ اخبار، جریدے، رسائل وغیرہ کو مناسب سمجھا۔(۲۲) چنانچہ آپ حاجی عبداللہ کے اقتصادی تعاون سے ''محمدی'' نامی ایک ماہنامہ اخبار کلکتہ سے شائع کیا۔ (۲۳) مولانا اکرم خان صرف ۱۵ روپے تنخواہ پر ''محمدی'' اخبار کے مدیر مقرر ہوئے، چند دن گزرتے ہی ان سے مختلف امور پر مولانا عباس علی کے شدید اختلافات پیدا ہوگئے۔ مولانا عباس علی صاحب نے ان سے علیحدگی اختیار کرنا ہی زیادہ مناسب سمجھا چنانچہ انہوں نے ''الطافی'' پریس کے ساتھ اپنے آپ کو جوڑ لیا، اس پریس کے ساتھ ایک عرصہ گزارا اور اسی پریس سے اپنی تمام تصانیف جو قرآن وحدیث کے متعلق تھے اشاعت کی، مولانا عباس علی صاحب کی بہت سی تصانیف مختلف اخبار میں شائع ہوتی رہیں۔ آپ دینی حوالے سے ایک مضبوط قلم نگار تھے۔ ان تصانیف میں سے سب سے مشہور

اور قابلِ ذکر تصنیف ''قرآن کا بنگلہ ترجمہ وتفسیر'' جو ہمارے زیرِ بحث بھی ہے۔اس عظیم کام کے لئے انہوں نے اپنے آخری ایام کو چنا تھا اللہ کے فضل وکرم سے ضعیف العمری میں بھی از حد محنت کے ساتھ چند سالوں میں ترجمہ وتفسیر کا کام اختتام کیا۔آپ نے مکمل قرآن (۳۰ پارے) کا ترجمہ وتفسیر دو جلدوں میں پایائے تکمیل کو پہنچایا۔

مولانا عباس علی صاحب ترجمہ قرآن کے ۳۰ پارے کی اشاعت ہوئی پہلی مرتبہ ۱۳/اکتوبر ۱۹۰۷ء میں طابع اور ناشر ایک ہی بندہ منشی کریم بخش، ۳۳ بینے پوکور لین کلکتہ (۲۴) دوسرے جلد کی اشاعت ۱۶/اکتوبر ۱۹۰۷ء کو ہوئی۔اس کے بعد سے مولانا نے اپنے ترجمۂ قرآن کی شروع سے اشاعت کی۔پہلی اشاعت پہلے پارے سے ساتھ پارے تک ایک ساتھ کی پھر سات ۳۰ پارے تک ایک ساتھ جلد سازی کر کے اشاعت کی جس کے صفحات کی تعداد ۵۴۷ ہے (۲۵) مکمل ترجمہ قرآن اور تفسیر یعنی ایک ساتھ ۳۰ پارے کو پہلی مرتبہ منشی کریم بخش نے ۱۹۰۹ء میں اشاعت کی۔(۲۶)

مولانا عباس علی صاحب کی ترجمہ وتفسیر کا لوگوں میں مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۳۷ء میں مولوی محمد یحیٰ صاحب کی زیرِ نگرانی میں محمد نقیب الدین خان خود طباعت کر کے اشاعت کرنے کا ارادہ کیا تھا چھپ بھی چکی تھی مگر کسی حادثے یا عذر کی وجہ سے اشاعت نہ ہو سکی، اس ایڈیشن میں مزید کچھ حواشی اور اضافہ بھی کیا گیا تھا جو پہلے صفحے میں بزبانِ اردو لکھا ہوا تھا۔'' مع حواشی جدیدہ ومفیدہ بنگلہ زبان میں پورے قرآن شریف کا مکمل وسہل ترین پہلا ترجمہ'' ۔اس کی چھٹی طباعت تھی اس سے قبل پانچویں طباعت کی اشاعت ہو چکی تھی۔

تحریرِ تفسیر کا طریقۂ کار:

مولانا عباس علی کا ترجمہ قرآن وتفسیر کی عربی اایات کے نیچے محدث مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی کی اردو ترجمہ یا پھر اس کے نیچے مولانا عباس علی صاحب کی سہل بنگلہ ترجمہ، تفسیر کے ہر صفحہ کے کنارے رنگ برنگ کے پھول اور بیل دار نباتات کے منقش ڈیزائن سے پرکشش اور چمک دار مزین ہے اس کنارے میں مولانا بابر علی صاحب کے قرآن وحدیث نوٹ وغیرہ کے نمبروار حواشی بھی ہیں، مولانا بابر علی صاحب حاشیہ وغیرہ مندرجہ ذیل کتب تفاسیر سے اخذ کیا ہے۔تفسیرِ کبیر، تفسیرِ کشاف، فتح القدیر، فتح البیان، دار المنثو روغیرہ، بیچ بیچ میں بعض حاشیہ نوٹس اردو کتب سے بھی اخذ کیا ہے مگر ان کی تعداد بہت کم ہے ہر حاشیہ کے آخر میں اخذ کیے ہوئے کتاب کا پورا نام نہ لکھ کر صرف حروف ہجائیہ سے اشارہ کر دیا۔مثلاً!

نمبر شمار	کتاب کا نام	عربی	بنگلہ
ا۔	حدیث التفاسیر	ح	
۲۔	تفسیر ابی داؤد	اَ	
۳۔	تفسیرِ کبیر	ک	

۴۔	تفسیر موضح القرآن	ت۔م	
۵۔	تفسیر فتح البیان	ف	
۶۔	جامع البیان	جامع	
۷۔	تصحیح	ص	
۸۔	جلالین	جلا	
۹۔	تفسیر حسین	ح	
۱۰۔	بخاری شریف	ب	

واضح رہے کہ مولانا نے یہ سب اشارہ بنگلہ حروف ہجائیہ سے کیا، میں نے اہلِ اردو کے لئے اردو حروف سے اشارہ کر کے دکھایا ہے۔

مولانا عباس علی جس طرح اردو سے بنگلہ مترجم تھے اسی طرح عربی آیات سمیت قرآنِ مجید کے مکمل بنگلہ مترجم میں مسلمانوں میں اولین شخصیت تھے۔ان کا یہ انمول تحفہ صرف مسلمانوں کے گھروں اور بنگال تک محدود نہ تھے بلکہ بیرونی دنیا میں بھی ان کی شہرت پھیل چکی تھی جیسا کہ ماہنامہ ''سیارہ ڈائجیسٹ'' اردو اخبار میں مولانا موصوف کو شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے اردو ترجمہ قرآن کے پہلے بنگلہ مترجم کے نام سے ذکر کیا ہے۔(۲۷)اسی طرح حکیم مولانا عبداللہ محدث کے مؤلف ''البیان لتراجم القرآن'' نامی اردو کتاب میں مولانا کا نام ذکر کر کے بہت تعریف کی، مختصر کلام یہ ہے کہ مولانا عباس علی صاحب بنگلہ، اردو، عربی میں ماہر اور حاذق تھے، انہیں تمام زبانوں پر یدطولہ تھی، جس طرح آپ عربی اردو وغیرہ غیر ملکی زبان سے مادری زبان بنگلہ میں ترجمہ کیا، اسی طرح مولانا اسماعیل کے لکھے ہوئے عربی خطبہ کے اردو ترجمہ کر کے بھی شہرت حاصل کی ہے۔علاوہ ازیں آپ خطبات الجمعہ والعیدین، پنج سورہ، وغیرہ کا بنگلہ ترجمہ کر کے اہلِ بنگال کی بڑی خدمت کی ہے۔

ناقدانہ جائزہ:

مولانا عالم جید' مترجم اعلیٰ اور تمام زبانوں پر عبور رکھنے کے باوجود غلطیاں اور لغزش سے مبرہ تھے ایسے نہیں جیسا کہ ہم ''ترجمان الحدیث'' اخبار میں آپ کی تنقید اور غلطیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھے ہیں۔(۲۸)

تصانیف:

مولانا مرحوم کے تقریباً دس گیارہ عدد مؤلفات ہیں بعض کتاب کئی کئی جلدوں پر منحصر ہے لیکن اگر تمام تصنیفات

کا موازنہ کیا جائے تو ہمارے زیرِ بحث جو ترجمہ وتفسیر ہے یہی کتاب سب سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ جس کو مولانا نے ''قرآنِ کریم کا بنگلہ ترجمہ وتفسیر'' کا نام دیا ہے۔

مولانا بابر علی صاحب کا بھی اس تفسیر کی تکمیل میں بڑا ہاتھ تھا۔ جیسا کہ میں نے ذکر کیا ان کی خدمت بھی نا قابلِ فراموش ہے لہٰذا اگر اس تفسیر وترجمہ کو دونوں کا مشترکہ کاوش کہا جائے تو بے جانہ ہوگا۔ بلکہ یہی تقضائے عدل وانصاف بھی ہے۔

وفات:

مولانا عباس علی صاحب عرصۂ دراز تک علیل رہنے کے بعد ۱۹۳۲ء بمطابق ۱۳۵۱ھ میں دارِفانی سے دارالبقاء کی طرف کوچ کر گئے۔ (اللہ ان کو جنت الفردوس نصیب فرمائیں) (واللہ اعلم بالصواب)

(۳) تفصیل البیان فی تفسیر القرآن، مؤلف: مفسرِ قرآن مولانا عبد العزیز، المولود: غیر معلوم، المتوفی: ۱۹۴۰ء بمطابق ۱۳۵۹ھ (غالباً)

جناب مولانا عبد العزیز صاحب کے بارے میں تفصیلی معلومات دستیاب نہیں ہوئی، ان کی تصنیف کے بارے میں بھی کافی کوشش کی گئی اگر معلومات اکھٹی ہوتی تو قارئین حضرات کے لئے کافی حد تک ان کی صلاحیت، تعلیمات، خدمات کے بارے میں فراہم کر دیتا۔ البتہ تاریخ کے اوراق سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ آپ ایک درسِ نظامی کے مشہور اور معروف عالم تھے، اور دینوی تعلیم کے حوالے سے اعلیٰ پایہ کے تعلیم یافتہ تھے، جس دوران مذکورہ تفسیر لکھنا شروع کی اس وقت آپ چاٹگام کالج کے پروفیسر تھے۔ آپ کی یہ تفسیر ''تفصیل البیان فی تفسیر القرآن'' آٹھ جلدوں میں مکمل ہیں لیکن مارکیٹ یا کسی کتب خانہ میں دستیاب نہیں ہے۔ (۲۹)

(۴) ''مفتاح الفرقان''، مؤلف: مفسرِ قرآن مولانا مبین الدین صاحب، المولود: غیر معلوم، المتوفی ۱۹۴۲ء بمطابق ۱۳۶۱ھ

مؤلف کا اسمِ گرامی مبین الدین جہانگیر نگری والد صاحب کا نام معلوم نہیں ہو سکا، آپ کی تاریخ پیدائش بھی دستیاب نہیں ہو سکی البتہ تاریخ مین وفاتِ سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ غالباً آپ ۱۹۴۲ء بمطابق ۱۳۶۱ھ میں انتقال کر گئے۔ آپ دین اور دنیوی لحاظ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے، آپ کی تصنیف اس بات کی شاہد ہے کہ ''مفتاح الفرقان'' قرآنِ کریم کی بنگلہ تفسیر ہے جو چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس وقت میرے ہاتھ مین تیسرا جلد موجود ہے جو انتہائی پرانا بوسیدہ اور خستہ حالت میں ہے۔ لکھائی پڑھنا مشکل ہے۔ باقی جلدوں کا پتہ نہیں چلا۔ تیسرے جلد ۴۸۲ صفحات پر ہیں، تین پارے کا ترجمہ وتفسیر ہے۔ اس میں شانِ نزول، فقہی مسائل، احادیث سے تائید اور جن تفاسیر سے مدد لی ہے ان کے حوالہ جات نیز

خاص خاص فضائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔ پہلے عربی آیات پھر ترجمہ اس کے بعد بنگلہ تفسیر سے کتاب کو مزین کیا گیا ہے۔(۳۰)

(۵) مفسرِ قرآن مولانا محمد سعد رحمۃ اللہ علیہ (تصنیف دستیاب نہیں ہوسکی)، المولود: غیر معلوم۔ التوفی ۱۹۴۴ء بمطابق ۱۳۶۴ھ

مولانا کا اسمِ گرامی شیخ محمد سعد المعروف اسد اللہ حبیب گنجی تھا، آپ اپنے زمانے کے ایک مشہور اور معروف محدث اور مفسرِ قرآن تھے۔

تعلیم:

ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں سے حاصل کرنے کے بعد مزید دینی علوم اہلِ مشائخ سے حاصل کی، علم الحدیث اور تفسیر استادِ محترم شیخ شہید عارف اللہ سے حاصل کرنے کے بعد انہی بزرگ سے علمِ باطنی اور ظاہری سے مستفیض ہوئے، اس کے بعد شیخ عبدالحق جو صاحبِ دلائل الخیرات ہیں ان سے خلافت حاصل کی۔

زندگی کی مصروفیات:

فارغ التحصیل ہونے کے ساتھ ہی تدریس میں مصروف ہوئے، ایک عرصہ تک علم فقہ، حدیث بالخصوص تفسیر قرآن کا درس اور تدریس میں اپنے آپ کو وقف کردیا۔ اسی دوران شیخ گنگوہی سے خط وکتابت سے مراسل رہا، اور ہر کام میں مشورہ ان سے ہی لیا کرتے تھے۔ ان کے مشورے سے اپنے علاقہ برایدر میں مدرسہ قائم کیا، ان کے ہاتھ سے بڑے بڑے علماء فقہا اور مفسرِ قرآن پیدا ہوئے، ان کی اولاد اکثر مشائخ اور علماء کی فہرست میں شامل ہیں حتیٰ کہ ان کے نواسے و پوتے علاقے کے بڑے مفسرِ قرآن کے نام سے مشہور ہیں۔(۳۱)

(۶) تفسیرِ القرآن (بنگلہ)، مؤلف: مفسرِ قرآن مولانا روح الامینؒ، المولود: ۱۸۸۴ء بمطابق ۱۳۰۲ھ التوفی: ۱۹۴۷ء بمطابق ۱۳۶۷ھ

مفسرِ قرآن کا نام مولانا روح الامین، والد صاحب کا نام منشی دبیر الدین جبکہ والدہ کا نام رحیمہ خاتون تھا۔ مولانا مغربی بنگال کے چوبیس پرگونہ بشیر ہاٹ ضلع نرائین پور گاؤں میں ۱۸۸۴ء بمطابق ۱۳۰۲ھ میں ایک دیندار اور مہذب گھرانے میں آنکھ کھولی، والد صاحب ایک شریف النفس اللہ والے شخصیت کے حامل تھے جبکہ والدہ ماجدہ بھی اللہ والی، دیندار اور عابدہ خاتون تھیں۔

تعلیمی زندگی:

مولانا موصوف بچپن ہی سے ذہین اور شریف النفس مشہور تھے، ابتدائی تعلیم والدین سے حاصل کرکے صرف

۱۵ سال کی عمر میں کلکتہ عالیہ مدرسہ میں داخلہ لیا، آپ نے شروع کلاس سے آخری کلاس تک امتیازی نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔ ہر جماعت میں اوّل درجہ لیکر کامیاب ہوتے رہے، آپ کی ذہنی قابلیت سے متاثر ہوکر مدرسہ کے تمام اساتذہ کرام نے آپ کو ''جن'' کے خطاب سے نوازا۔ آخری سال جماعت اولیٰ کے امتحان میں پورے بنگال میں پہلی پوزیشن کے ساتھ پاس آئے، آپ کے انتقال کے بعد ''مسلم'' اخبار میں ایک مضمون چھپا جس میں اظہارِ رائے پیش کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ پچھلے ایک سوصدی میں بنگال کے مسلمانوں میں سے کلکتہ یونیورسٹی میں ایک سے زیادہ ''فضل الحق'' اور کلکتہ مدرسہ عالیہ میں ایک سے زائد ''روح الامین'' پیدا نہیں ہوئے۔ اور آپ بنگال کے واحد شاگرد تھے جس نے کلکتہ یونیورسٹی سے گولڈ میڈل حاصل کیا، اور قرآن وحدیث میں عبور حاصل کر کے اشاعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔

عملی اور خدمت کی زندگی:

مولانا نے آسام اور بنگال کے وسیع علاقے میں اشاعتِ اسلام کے لئے کوئی قربانی سے گریز نہیں کیا۔ آپ نے تبلیغِ دین کے لئے کوئی راستہ باقی نہیں چھوڑا، وعظ نصیحت، محفل، درسِ قرآن وحدیث کے علاوہ ماہنامہ اخبار، جریدے، رسائل جتنے بھی ذرائع ابلاغ ہیں سب کے توسط سے اشاعتِ دین کو پھیلانے کا کارنامہ سرانجام دیا۔ اس وقت سماج اور معاشرہ شرک، بدعت اور تمام خرافات میں ڈوبے ہوئے تھے، لوگ گمراہی کے دریا میں مستغرق تھے انہیں راہِ مستقیم کی طرف رہنمائی کی، باطل کے مقابلہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے۔ بنگال اور آسام کے ہر اضلاع میں بالترتیب محفل منعقد ہوتی تھی آپ صرف قرآن وحدیث کے ذریعہ لوگوں کو راہِ حق کی طرف راغب کرتے ہوئے درس دیتے تھے۔ قرآن کی حقیقت اور مقصدِ زندگی کیا ہے، کھل کر بیان فرماتے تھے جبکہ آپ حافظ حدیث بھی تھے، آپ کو مشکوٰۃ شریف سمیت دیگر کتب احادیث سے تقریباً ۱۸ ہزار احادیث باسند زبانی یاد تھی۔ (۳۲)

علمِ تصوف:

آپ علومِ شرعیہ اور قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنے کے بعد تصوف کی طرف متوجہ ہوئے، اپنے آپ کو سنوارنے اور تزکیۃ النفس کے لئے فرفورے پیر صاحب مولانا شاہ صوفی ابوبکر صدیق کے ہاتھ بیت ہوئے۔ ایک عرصہ تک آپ کی صحبت میں رہ کر علمِ معرفت حاصل کی۔ حضرت پیر صاحب نے آپ کی صلاحیت دیکھ کر، ''علامہ بنگال'' کے لقب سے نوازا تھا، پیر صاحب کے حکم سے آپ نے تقریباً چالیس سال تک بنگال اور آسام کے لوگوں کی خدمت کی۔ اس دوران تصانیف کی اور اخباروں میں قرآن وحدیث کی اشاعت کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی بنائی ہوئی تھی، آپ اپنی مصروفیت کے باوجود چند اخبار اور رسائل کے مدیر بھی رہے۔ آپ کے زیرِ نگرانی چند اخبار بھی شائع ہوتے تھے۔

آپ ایک صحافی کی حیثیت سے:

مولانا روح الامین وعظ ونصیحت کے ساتھ ساتھ ادب اور صحافت کے بَل بوتے پر اشاعتِ اسلام اور سنتِ رسول ﷺ کو لوگوں کے دروازے تک پہنچایا، باطلوں کو دندان شکن جواب دیا، ایک عالم کے لئے پچھلے دور میں ہفتہ واری اور ماہنامہ اخبار، جریدے وغیرہ کا اشاعت کرنا ممکنات میں شامل نہ تھا اس کے باوجود مولانا صاحب نے اشاعتِ دین کی خاطر چھ اخبار منظرِ عام پر لائے۔ ان اخباروں میں قرآن وحدیث، فقہی مسائل، شرک کیا ہے، بدعت کیا ہے، ان کی خرابیاں کیا کیا ہیں، راہِ مستقیم کی طرف رہنمائی، باطلوں کے خلاف سینہ سپر دہونا، عملی میدان میں مجاہدانہ کاروائی، عوام الناس کو قرآن کی حقیقت اور مقصدِ زندگی، سنت کی پیروی، فرآمینِ رسول وغیرہ کا تفصیلات ان ہی اخباروں کے ذریعہ لوگوں کے دہلیز تک پہنچایا۔ جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ماہنامہ مسجد (۲) ماہنامہ سنت الجماعت

(۳) ہفت روزہ حنانی (۴) ہفت روزہ مسلم وغیرہ

ان سب اخبار کے مدیر، قلم نگار، بنفسِ نفیس موصوف خود ہی تھے۔ ۱۹۲۶ء میں بزبانِ بنگلہ کلکتہ انڈیا سے اشاعت کرتے تھے۔

آپ بحیثیت مناظر:

مولانا روح الامین صاحب باطلوں کے مقابلے میں ایک ننگی تلوار کی حیثیت رکھتے تھے، اہلِ باطل آپ کو اپنی موت تصور کرتے تھے بالخصوص غیر مقلد کے لئے آپ زہرِ قاتل تھے، آپ نے غیر مقلدین کے ساتھ کئی دفعہ مناظرہ کیا، ہر دفعہ غیر مقلدین (نام لیوا اہلحدیث) کو شکستِ فاش ہوئی، میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہوا، اہلِ حق کا جھنڈا بلند کیا، پوری زندگی دینِ حق پر جتنے حملے ہوئے آپ نے مردِ مجاہد کی طرح اہلِ باطل کا ڈٹ کر مقابلہ ودفاع کیا۔

امام ابوحنیفہؒ کو خواب میں دیکھا:

ایک رات آپ نے امام ابوحنیفہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ خاموش اور چپ چاپ کھڑے ہیں لیکن آپ کے چاروں اطراف سے تیر، نیزہ، بلم، وغیرہ آپ کی طرف پھینکا جا رہا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر خود ہی اس کی تعبیر سمجھ گئے کہ دینِ حق پر چاروں اطراف سے یعنی تمام باطل فرقوں کی طرف سے حملے ہو رہے ہیں، چنانچہ آپ نے فوراً غیر مقلدین سمیت تمام فرق باطلہ کے خلاف کتب لکھنا شروع کیا، چند دنوں میں مصروفیت کے باوجود رد اہلحدیث، رد شیعہ، ردِ قادیانی وغیرہ پر آٹھ عدد کتابیں تصنیف کر ڈالیں۔ اسی طرح یہودی، پادری جب ہندوستا کو یہودی راج بنانے کی ناکام کوشش کی تو آپ ان کا مقابلہ کرتے ہوئے "ماہنامہ اسلام" اخبار میں کئی مضمون شائع کیا جس سے ان کے ناپاک عزائم کا پردہ فاش ہو گیا۔

آپ کی تصانیف:

مولانا روح الامین صاحب بنگلہ زبان کے مشہور مصنف تھے۔ اپنی مصروفیت کے باوجود آپ نے ۱۵۰ عدد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے ۱۱۴ عدد کتابوں کی اشاعت ان کی زندگی میں ہی ہوئی اور ۷۰ کتاب اساسی تھیں، تمام کتابوں کی مکمل صفحات ۱۲۰۰۰ ہزار تھی۔ آپ کی تمام تصانیف کو چار اقسام میں تقسیم کی جاسکتی ہیں۔

(۱) پہلی قسم:

قرآن وحدیث اور شریعت کے موضوع پر، مثلاً تفسیر القرآن (جو ہمارے زیرِ بحث کتاب بھی ہے) فتویٰ امینی، مشکوٰۃ شریف بنگلہ ترجمہ، عم پارہ کی تفسیر۔

(۲) دوسری قسم:

باطل فرقوں کے مقابلہ میں لکھی گئی کتابیں مثلاً ردقادیانی، ردِ شیعہ، مذہبی فیصلہ، ردِ بدعت، الباطل۔

(۳) تیسری قسم:

دورِ جدید کے متعلق جدید موضوعات پر لکھی گئی کتابیں مثلاً اسلام اور علم، اسلام اور بیمہ، اسلام اور پردہ، نکاح اور جنازہ کی حقیقت، اسلام اور موسیقی۔

(۴) چوتھی قسم:

تصوف، تصوف کی حقیقت، طریقت کا آئینہ، اس کے علاوہ سوانح عمری میں شیخ عبدالقادر جیلانی کی سوانح، فرفوراپیر صاحب کی سوانح عمری وغیرہ۔

تفسیرِ القرآن جو ہمارے زیرِ بحث تفسیر ہے اس میں سورۂ فاتحہ سمیت پہلے تین پارے یعنی پارہ الم پارہ، سیقول، اور کلمات الرسول کا مکمل ترجمہ، از بر تفسیر حاشیہ، فضائل، شانِ نزول، سبق آموز باتیں، مکمل عبروالی کہانی اور فوائدہ وغیرہ سے زینت تفسیر بنائی، جو عوام الناس کے لئے فائدہ کے ساتھ ساتھ حقیقت زندگی اور نزولِ قرآن کا مقصد بھی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہ تمام کتابیں عوام الناس میں بے پناہ مقبول ہوئیں۔

وفات:

مولانا روح الامین صاحب اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک دینی خدمات میں مصروف رہے یہاں تک کہ سخت مرض میں مبتلا ہوگئے، علاج کے لئے اس وقت کے متحدہ بنگال کے وزیر اعظم اے۔ کے فضل الحق صاحب کے رہائش گاہ میں زیرِ علاج رہے۔ حیات وموت کے ساتھ پنجہ آزمائی کرتے ہوئے ۱۹۴۷ء بمطابق ۱۲۶۴ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اور اپنے مالکِ حقیقی سے جاملے۔

زندگی کی آخری ایام میں اپنے گھر کے ساتھ ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا جہاں طالب علم قال اللہ وقال الرسول پڑھتے ہیں ان کا صدقہ جاریہ بھی آپ کو ملتا رہے گا۔ اس مدرسہ میں ہر سال فاگن کی ۱۷، ۱۸، ۱۹ تاریخ کو سالانہ جلسہ منعقد ہوتا ہے اس موقعے پر ایصال ثواب بھی کیا جاتا ہے۔ (۳۳)

(۷) تفسیر القرآن۔ (بنگلہ) (۳۰ جلدیں)، مؤلف: مفسرِ قرآن مولانا ابوالفضل محمد عبدالکریمؒ،

المولود: ۱۸۷۵ء بمطابق ۱۲۹۳ء، المتوفی: ۱۹۴۷ء بمطابق ۱۳۶۷ھ

مفسرِ قرآن کا نام جناب ابوالفضل محمد عبدالکریم اور والد صاحب کا اسمِ گرامی محمد صابر مرحوم تھا۔

پیدائش:

مولانا موصوف ضلع ٹانگائل، ڈاکخانہ دلدوار، دیوان جی سہرا گاؤں میں ۱۸۷۵ء بمطابق ۱۲۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ جدِّ امجد مشہور صوفی سید برہان الدین شاہ دورِ مغلیہ میں ملکِ عرب سے تشریف لا کر ضلع فرید پور میں "گوئی" نامی جگہ میں رہائش پذیر ہوئے، آپ کے والد صاحب ٹانگائل کے زمیندار "پنّی" صاحب کی درخواست پر ٹانگائل کے فتح پور گاؤں میں قیام پزیر ہوئے، پھر آپ "بتواجا" گاؤں کے عرب خاندان میں شادی کی اور بازو والے گاؤں "شہراتول" میں کافی دولت اور زمین کے مالک ہوئے۔

تعلیم:

ابتدائی تعلیم والد صاحب سے حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کی خواہش سے ڈھاکہ نواب باری جو اس دور میں مشہور تعلیم یافتہ خاندان اور تعلیمی اداروں کے مالک تھے روانہ ہوئے، اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے دوران آپ نے طالب علمی ہی میں نواب سلیم اللہ خان کی درخواست پر ان کے گھریلو استاد کی حیثیت سے خدمت انجام دیا۔

عملی زندگی:

جب فارغ التحصیل ہوئے اور عملی زندگی میں قدم رکھا تو ابتداہی سے عزم بالجزم کیا کہ پہلی فرصت میں قرآن کی خدمت کو ترجیح دوں گا چنانچہ قرآن کا ترجمہ اور تفسیر کی طرف متوجہ ہوئے اور یکسوئی کے ساتھ کام شروع کیا، والد صاحب چونکہ ایک مشہور بزرگ پیر صاحب تھے اور کافی تعداد میں مریدان کے ہاتھ بیعت ہو چکے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد جب مولانا فضل الکریم صاحب کے ہاتھ پر تجدید بیعت کے لئے درخواست کی تو مولانا موصوف نے علی الاعلان تجدید بیعت لینے سے انکار فرمایا اور کہا کہ اس اندھے اعتقاد کی غلط فہمی سے جان چھڑا کر میں اللہ کے فضل وکرم سے قرآن کی روشنی میں آپ لوگوں کی زندگی سنوارنا چاہتا ہوں، اسی عظیم غرض سے میں نے مکمل قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا تاکہ آپ لوگ اپنی مادری زبان میں قرآن کو سمجھنے اور پیر مریدی جیسے خرافات سے نجات حاصل کر سکیں۔ (۳۴)

زندگی کی مصروفیات:

۱۹۱۴ء میں آپ مقامی ہائی اسکول کے معلم بنے، اس کے ساتھ ساتھ بی ایم کالج کے عربی اور فارسی کے پروفیسر کی حیثیت سے کالج میں خدمات انجام دیتے رہے۔ علاوہ ازیں آپ علاقہ کے مجسٹریٹ بھی تھے، ان سب عہدے کا موقع فراہم کرنے میں ان کے جگری دوست نوشیر علی خان یوسف زئی کا بڑا ہاتھ تھا۔ (۳۵) مولانا فضل الکریم اتنی مصروفیت کے باوجود کچھ فرصت ملتے ہی ترجمہ قرآن کا کام شروع کر دیتے، اور ایسے میں ان کے دیرینہ دوست نوشیر علی خان بھی ہر وقت مولانا کو ترجمہ کے بارے میں ترغیب دیتے اور فرصت کے اوقات نکالنے میں ہر ممکن ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ بالآخر ۱۹۱۴ء بمطابق ۱۳۳۳ھ میں ٹانگائل ٹریڈل مشن سے ان کے ترجمہ وتفسیر قرآن سے عم پارہ کا بزبانِ بنگلہ میں اشاعت ۲۶ جون ۱۳۳۳ھ میں ہوئی۔ (۳۶) اس کے ناشر اسلامیہ لائبریری ڈاکخانہ دلا ور ٹانگائل مومن شاہی تھے۔ کل صفحات ۶۶ اور قیمت چار آنہ تھی۔ (۳۷)

ترجمہ وتفسیر لکھنے کا طریقۂ کار:

مولانا عبدالکریم کے جیتے جی عم پارہ کی متعدد دفعہ اشاعت ہوئی بعد میں جتنی دفعہ بھی اشاعت ہوئی ٹانگائل سے نہیں بلکہ کلکتہ سے ہوئی، طریقہ کتابت اس طرح ہے کہ پہلا سطر میں قرآنی آیت پھر اس کے نیچے آسان بنگلہ ترجمہ، اس کے نیچے عربی الفاظ کا بنگلہ ترجمہ وتحقیق، آخر میں حاشیہ، نوٹ، مختصر تفسیر وغیرہ، صفحہ کے چاروں اطراف منقش دلفریب پتوں اور پھول کی تصاویر تھیں۔

اسی عم پارہ کی اشاعتِ ثانی یکم جنوری ۱۹۳۹ء بمطابق ۱۳۵۸ھ میں ہوئی۔ شروع کے چند صفحات میں دارالعلوم دیوبند کے سرپرستِ اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ (المولود ۱۸۹۸ء) کے تعریفی کلمات اور تہنیت سے مزین ہے۔ مولانا طیب صاحبؒ کی تعریفی کلمات مندرجہ ذیل ہیں۔

> ''تمام مسلمانوں کی طرف سے جناب مولانا ابوالفضل عبدالکریم صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں جنھوں نے اس کتاب میں مقدس کتاب کا ترجمہ اور مختصر تفسیر، فوائد، کو بنگلہ زبان میں منتقل کرنا شروع کر دیا ہے، احقر کو اس ترجمہ اور تفسیر کی پہلی مطبوعہ قسط عنایت فرمائی ہے تا کہ اس تبرک کو کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں داخل کر دوں، میں بنگلہ زبان سے واقف نہیں ہوں مگر مولانا ممدوح کی دیانت اور ان کے بتلائے ہوئے ماخذ پر اعتماد کر کے عرض کر سکتا ہوں کہ یہ ترجمہ انشاء اللہ مستند اور صحیح مقاصد دینیہ کا حامل ہوگا، مولانا موصوف کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے قرآن آبِ حیات سے صوبہ بنگال کو سیراب کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ حق تعالیٰ ان کی اس سعی کو

قبول فرمائے اوراس خدمت کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر مقبول فرمائے۔آمین‘‘

اسی طرح پارہ کے آخر میں سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحبؒ کی ایک تعریفی کلمات اور دعائے خیر منسلک کرتا ہوں جو کہ یہ ہے:

’’قرآن شریف کے مضامینِ عالیہ کو عام مسلمانوں تک پہنچانے کی غرض سے اس وقت تک مختلف صوبہ کے مسلمان اس امر کی کوشش کر رہے ہیں کہ اپنی اپنی صوبہ کی زبان میں قرآنِ کریم کا ترجمہ کرے،صوبہ بنگال کے مسلمان بھی ایک عرصہ سے اس ضرورت کو محسوس کر رہے تھے، مجھے یہ معلوم ہوا تو مسرت ہوئی کہ حضرت مولانا ابوالفضل عبدالکریم صاحب اس خدمت کو انجام دے رہے ہیں،اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی سعی کو قبول ومنظور فرمائے۔‘‘

مولانا عبدالکریم صاحب عم پارہ کا نظمی اوراشعار میں بھی بنگلہ ترجمہ کیا ہے۔جو لوگوں میں بہت مقبولیت حاصل کر چکا ہے، جسے بالخصوص اسکول،کالج کے طلبا وطالبات بھی دلچسپی سے پڑھتے تھے۔بالآخر اس کو نصابِ تعلیم میں شامل کرلیا گیا تھا،صرف یہی نہیں بلکہ بنگال کے برطانوی حکومت نے نظمی ترجمہ عم پارہ کو خاص خاص لائبریری کی شیلفوں میں زینت بخشی، نیز کسی خاص تقریب میں طلبہ یا طالبہ کو انعام میں تحفہ کے طور پر دینے کے لئے بھی اسی عم پارہ کو منتخب کیا جاتا تھا۔آپ کے انتقال کے بعد بنگال کے قومی شاعر’’نذر الاسلام‘‘ نے بھی مولانا موصوف کے نظمی ترجمہ عم پارہ کو سامنے رکھ کر اپنے انداز اور الفاظ میں سورۂ فاتحہ کا نظمی ترجمہ کیا، جو ہر خاص وعام میں انتہائی مقبولیت کی حامل ہے۔

اس کے بعد سورۂ بقرہ ٹانگائل سے ۱۳۲۱ بنگلہ، بمطابق ۱۴ر دسمبر ۱۹۱۴ء کو مکمل بنگلہ ترجمہ میں شائع ہوا۔(۳۸) پھرایک ساتھ چار پارے کا ۱۹۲۰ء بمطابق ۱۳۳۹ھ میں ٹانگائل سے بنفسِ نفیس شائع کیا، چونکہ اس دور میں عربی ٹائپ اور پریس نایاب تھا اس لئے عربی آیات چھوڑ کر صرف بنگلہ زبان میں ترجمہ وتفسیر چھپ کر منظرِ عام پر آیا۔علاوہ اس کے آپ کے پاس مکمل ترجمہ وتفسیر طباعت کرنے کی کوئی صورت اور بندوبست ٹانگائل شہر میں موجود نہ تھی جس کی وجہ سے آپ بہت پریشان ہوگئے اور سوچتے رہے کہ کس طرح اس عظیم خدمت کو عوام الناس کے دروازے تک رسائی کرائی جائے، بالآخر آپ نے اس تفسیر کو چھپوانے کے لئے کلکتہ جانے کا عزم کرلیا،مگر آپ کو وہاں جانے کیلئے ایک خطیر رقم کی ضرورت تھی، اسے پورا کرنے کیلئے آپ نے ٹانگائل میں آپ کے پاس جتنی جائداد تھی سب فروخت کر کے رقوم جمع کئے،صرف یہی نہیں بلکہ اس وقت آپ’’بندوباشنی‘‘ اسکول میں ایک عربی ٹیچر کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے تھے،وہاں سے بھی استعفیٰ دے دیا، پھر ۱۹۲۵ء بمطابق ۱۳۴۸ھ میں اس عظیم کام کے لئے کلکتہ کی طرف اپنے سفر کا آغاز کیا، مذکورہ قربانی سے بآسانی پتہ چلتا ہے کہ مولانا فضل الکریم صاحب کو قرآن کی خدمت میں کتنی ایثار اور قربانیاں درپیش ہوئیں،مولانا کلکتہ پہنچ کر سب

سے پہلے قرآن کا وہ حصہ جو ٹائٹل میں ہوتے ہوئے بغیر عربی آیات کے صرف بنگلہ زبان میں شائع کیا تھا اس حصے کو عربی آیات سمیت خوبصورت ڈیزائن منقش صفحات کے ساتھ ۱۹۲۹ء بمطابق ۱۳۴۸ھ میں اشاعت فرمائی۔ ناشر مفتی محمد ضامن علی ۱۳ نمبر کھالاسی ٹولہ روڈ، کلکتہ تھے۔ اسی ادارہ سے تھوڑے عرصے بعد مکمل تیس پارے ترجمہ وتفسیر سمیت حاشیہ نوٹ وغیرہ کے ساتھ کلکتہ سے اسی سن میں اشاعت کی اور لوگوں کی خدمت کر کے مولانا موصوف بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا بے حد شکریہ بجالائے۔ تیس جلدوں کی قیمت صرف پانچ روپیہ تھی جبکہ علیحدہ علیحدہ ہر ایک حصے کی قیمت چار آنے مقرر تھی۔

مولانا نے جب لوگوں کے ذوق وشوق کو عروج پر دیکھا اور دلچسپی سے خرید وفروخت ہو رہی تھی تو ایک عرصے بعد قرآنِ کریم کے ترجمہ وتفسیر کو دوسرا انداز اختیار کرتے ہوئے پانچ قسم کے ترجمہ اور تفسیر پیش کرنے کی سعادت حاصل کی تاکہ لوگ مزید دلچسپی سے پڑھیں۔

(۱) عربی۔ بنگلہ:

یعنی ایک صفحہ صرف قرآنی عربی آیات، جبکہ اس کے دوسرے صفحہ پر آیت نمبر کے ساتھ صرف بنگلہ ترجمہ کیا۔

(۲) عربی۔ اردو:

یعنی ایک صفحہ پر عربی آیات، جبکہ دوسرے صفحہ پر تفسیر سمیت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے اردو ترجمہ کو تحریر فرمایا۔

(۳) عربی:

یعنی ہر جلد اور سورۃ میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، اور بیت المقدس کی تصاویر، صرف عربی آیات منقش کے ساتھ پیشِ خدمت کیا۔

(۴) بنگلہ:

یعنی صرف بنگلہ ترجمہ کے ساتھ ساتھ تشریح، حاشیہ اور نوٹ کا استعمال کیا گیا۔

(۵) بنگلہ:

یعنی بنگلہ ترجمہ میں کچھ ترامیم کے ساتھ ہر سورۃ وآیات کی شانِ نزول بھی فراہم کیا گیا۔

مولانا ابوالفضل عبدالکریم صاحب کی اس عظیم خدمت میں پندرہ سال بیت گئے، دورانِ خدمت مختلف قسم کی مشقتیں اور تکالیف کا سامنا بھی کرنی پڑی لیکن مولانا نے ہمت نہ ہاری اور نہ ہی دل برداشتہ ہو کر اپنے کام سے دستبردار ہوئے، اس حوالے سے مولانا کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے بلکہ موصوف کماحقہٗ ستائش کے لائق ہیں۔

مولانا نے صرف اتنی خدمت پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ تھوڑے عرصے بعد پھر مکمل تیس جلدوں کو صرف تین جلدوں

میں کچھ ترامیم کے ساتھ اشاعت کرنے کی غرض سے دوبارہ کام میں جُٹ گئے جس کو طباعتِ ثانی کے نام سے تعارف کرایا گیا۔اس طباعتِ ثانی میں ترمیم یہ تھا کہ اس میں صرف عربی آیتوں کے ساتھ ساتھ بنگلہ ترجمہ اور کچھ حاشیہ ونوٹس بھی شامل تھا۔طباعتِ ثانی کا پہلا جلد ۳۰رجون ۱۹۳۸ء بمطابق ۱۳۵۷ھ کو شائع ہوا۔مترجم بذاتِ خود پہلے جلد ۳۲ نمبر ساؤتھ روڈ کلکتہ سے اشاعت کی ہے۔جلد اوّل کی تعداد صفحات ۵۶ تھی اور اس کی قیمت صرف دو آنہ رکھی گئی تھی۔(۳۹)

مذکورہ طباعتِ ثانی ختم ہونے کے بعد پھر از سرِ نو مکمل ۳۰ پارے کا بنگلہ ترجمہ اور تفسیر کچھ مزید خوبصورتی کے ساتھ تحقیقات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے حصے کی شکل میں اشاعت کرنے کا کام شروع کیا یہاں تک کہ چھ حصے مسلسل اشاعت کی اس کے بعد کلکتہ میں آپس میں فسادات شروع ہو جاتی ہے جس کے باعث باقی حصوں کی اشاعت ہونے سے رُک گئی۔

زیرِ بحث تفسیر وترجمہ کا طرزِ عمل:

مولانا عبدالکریم صاحب کی تفسیر کی تعدادِ صفحات ۷۴۴ تھی،عربی بنگلہ یا عربی اردو والی مکمل تفسیر کی قیمت آٹھ ٹکا مقرر کیا گیا تھا،اور صرف بنگلہ یا صرف عربی کے ہر حصے کی قیمت چار آنے مقرر تھی،اس بنگلہ تفسیر کے ایک صفحہ میں خوبصورت انداز میں صرف عربی آیات جبکہ دوسرے صفحہ میں ہر آیت کا نمبر کے ساتھ تسلسل اور سہل بنگلہ ترجمہ نیچے والی لائین میں ضرورت کے مطابق حاشیہ،نوٹ اور تحقیقاتی الفاظ نیز شانِ نزول سے بھی مزین کیا گیا تھا۔مولانا نے اپنی تفسیر میں جن جن مراجع اور مصادر سے شانِ نزول،حاشیہ اور تفسیر کے حوالے سے مدد لی ہے ان کی ایک لمبی فہرست ہے۔اپنی تفسیر کے مقدمہ میں تفصیلاً رقمطراز کیا ہے۔مولانا موصوف نے اپنی تفسیر کی حاشیہ میں وہ مسئلہ مسائل اور بحث کا حل اندراج کیا ہے جو اس وقت خرافات،بدعت اور غیر شرعی رسومات جیسی رائج تھی۔

دیگر تصانیف:

مولانا عبدالکریم صاحب صرف قرآن کے ترجمہ وتفسیر کر کے خدمتِ دین تک کافی سمجھا،ایسا نہیں بلکہ انہوں نے تکمیلِ ترجمہ وتفسیر کے بعد قرآن کے حوالے سے دیگر چند مفید کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں جس سے لوگ مسلسل استفادہ کرتے رہے۔اُن کتابوں کے نام یہ ہیں۔

(۱)سلسلۂ القرآن

(۲)نیا قاعدہ اور عم پارہ (اردو)

(۳)گلزارِ عالم (فارسی)

(۴)ھادئ عالم (اردو سے بنگلہ)

(۵) سوانح نوشیر علی خان یوسف زئی

مذکورہ تمام کتابیں عوام الناس نے پسند فرمائیں اور انہیں خراجِ تحسین پیش کیا۔ بالخصوص جب "ھادیٔ عالم" نامی کتاب منظرِ عام پر آئی تو لوگ نے ان کو مبارک باد پیش کیا۔ اور ان کو بحر العلوم اور ماہرِ ادب کے لقب سے ملقب کیا۔(۴۰)

مولانا کی مختلف زبانوں میں تصانیف اور اس میں فصاحت و بلاغت اور طرزِ بیان سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک عالمِ نحریر، ماہرِ مترجم، اور مختلف زبانوں پر عبور رکھنے والے مصنف تھے، شاید قرآنِ کریم کا مکمل ترجمہ وتفسیر ان کی زندگی کی یادگار تصنیف تھی، جو انہوں نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی انمول خدمت کو قبول و منظور فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔(آمین)

حواشی وحوالہ جات

(۱) شکھر نام کا کتاب یعنی دستخط، مؤلف مسکین الدین محقق لیلیہ صمد، مقدمہ ص ر ا۔ ب، ڈھاکہ، ۱۹۶۳ء۔

☆ خادم الادب تسلیم الدین احمد، مؤلف مظہر حسین صوفی، ص ر ۱۲۷۔

☆ بنگلہ ترقی بورڈ اخبار، سالِ دوم، شمارہ اول، ۱۹۷۰ء۔

(۲) "ماہنامہ اشاعتِ اسلام، سالِ اول ۱۸۹۰ء، شمارہ نمبر ۱۔۲، نیز سال ہفتم، ۱۹۰۵ء، ماہ جیٹھ، ترجمہ شائع ہوا مع مختصر تفسیر۔

(۳) ماہنامہ "نیا نور" مدیر سید امداد علی، سال سوم، ۱۹۰۵ء شمارہ فاگن، ص ر ۴۸۵ سے ۴۹۲، سال چہارم، شمارہ بیساکھ، ص ر ۲۰۳، ۱۹۰۶ء۔

(۴) ایضاً، سالِ ہشتم، ص ر ۲۴۶، شمارہ آگرہن، ۱۹۰۶ء۔

(۵) ماہنامہ "باشونا" مدیر شیخ فضل الکریم، ماہ اگرھن، و پوش، شمارہ ہشتم و نہم، ص ر ۱۷۵، ۱۹۰۸ء۔

(۶) سوانح عمری مولانا تسلیم الدین، مؤلف مظہر حسین صوفی، بنگلہ دیش اخبار ترقی بورڈ، سال دوم، شمارہ اول، ۱۹۰۷ء، تعداد صفحہ ۱۳۵۔

(۷) بنگول لائبریری کیٹلاگ، سہ ماہی کتابوں کی تفصیل، ۱۹۰۸ء قیمت دس آنہ، اس کی اشاعت زمانہ ۱۹۰۷ء تھی۔

(۸) ایضاً، اشاعت کا زمانہ ۱۹۰۹ء تعداد صفحات ۹۶، قیمت آٹھ آنہ۔

(۹) تسلیم الدین احمد مؤلف مظہر حسین، ناشر بنگلہ اخبار ترقی بورڈ، قیمت بارہ آنہ، ص ر ۱۳۵ سے ۱۳۶۔

(۱۰) "روزنامہ ادب" مؤلف سری جا گیندر ناتھ اور رکھال راج رائے، ص ر ۱۰۴، ناشر کلکتہ، ۱۹۱۵ء۔

(۱۱) تسلیم الدین احمد، مؤلف ڈاکٹر اشرف صدیقی، ماہنامہ "محمدی" شمارہ اگراھن، ص ر ۱۳۳، ۱۹۵۵ء۔

(۱۲) بنگول لائبریری، کیٹلاگ، ۱۹۲۲ء، جوتھا، سہ ماہی کتابوں کی تفصیل، تعداد صفحات، ۴۵۸، قیمت ڈھائی ٹاکا۔

(۱۳) بنگلہ اخبار ترقی بورڈ، سال دوم، پہلا شمارہ، ص ر ۱۳۸۔

(۱۴) ایضاً، ۱۹۲۶ء تیسرے جلد میں تعداد صفحات ۵۲۱، قیمت ڈھائی روپیہ۔

☆ ماہنامہ ''اسلام درشن'' سہ ماہی کتابوں کی تفصیل، سال سوم، طباعتِ ثانی، ۱۹۲۴ء۔

(۱۵) ادیب تسلیم احمد، بنگلہ اکیڈمی ریسرچ اخبار، ص/۱۰۴، ۱۹۷۷ء۔

(۱۶) ماہنامہ ''شریعتِ محمدی'' تسلیم الدین احمد مضمون نگار خورشید الدین شریفی، ۱۹۳۶ء۔

(۱۷) ادیب تسلیم الدین، بنگلہ اکیڈمی ریسرچ اخبار، ۱۹۷۷ء، ص/۱۰۳۔

(۱۸) دیش کال پترو، پہلی اشاعت، نوروز کتابستان، ص/۵۵، ۱۹۶۶ء، دھاکہ۔

(۱۹) تسلیم الدین احمد، ترجمہ قرآن، جلد/۳، صفحہ مترجم کے عرض والا، ص/۷۔

(۲۰) ماہنامہ ''الاسلام'' سنِ اشاعت ۱۹۱۷ء، شمارہ بیساکھ۔

(۲۱) مختصر دائرہ المعارف، موسوعہ، Encyclopaedia، پروفیسر آدم الدین، ص/۱۲۵۔۲۶، ۱۹۶۹ء، ڈھاکہ

(۲۲) بنگول لائبریری، ۱۹۰۳ء۔

☆ مسلم بنگلہ ادب اخبار، ڈاکٹر منیر الزمان، پہلا شمارہ، ۱۹۶۹ء، ص/۱۲۲، ڈھاکہ۔

☆ ماہنامہ ''تہذیب'' خورشید احمد، مولانا اکرم خان، سال دوم، پہلا شمارہ، ص/۴۴۔

(۲۳) بنگول لائبریری، ۱۹۰۷ء، تعداد صفحات ۲۸، قیمت چار آنہ۔

(۲۴) ایضاً، تعداد صفحات ۲۸۰، قیمت دو ٹاکا تیرہ آنہ، ۱۹۰۸ء۔

☆ سہ ماہی کتابوں کا تفصیلی شمارہ نمبر ۴۔۵، تعداد صفحات ۶۶۔

(۲۵) ایضاً، ۱۹۰۹ء۔

(۲۶) ہفت روزہ جریدہ ''اہلحدیث'' ۱۹۲۸ء ستمبر شمارہ۔

☆ ماہنامہ سنت والجماعت۔

(۲۷) ماہنامہ ''سیارہ ڈائجسٹ'' خاص قرآن شمارہ، نومبر ۱۹۶۹ء، ص/۹۱۶، پانچواں شمارہ۔

☆ تذکرۃ التراجم میں بھی مولانا کا نام ذکر کیا۔

☆ قرآنی ادب میں آپ کی ایثار اور خدمات کو سراہا اور خاص الفاظ سے کلمۃ التعریف کی۔

(۲۸) حضرت عیسیٰؑ کی موت (مضمون) لفظ موت غلط ہے۔ مولانا عبداللہ الکافی۔

☆ ماہنامہ ترجمان الحدیث، ص/۲۰۱، سال ہشتم، اکتوبر نومبر، ۱۹۵۸ء۔

(۲۹) تفسیر القرآن کی ابتدا اور آہستہ آہستہ ترقی۔ مؤلف، ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن انوری، ص/۴۱۱، اشاعتِ ثانی، ناشر اسلامک فاؤنڈیشن، ڈھاکہ بنگلہ دیش، ۲۰۰۶ء (بنگلہ)

(۳۰) ناشر حاجی نگر ڈھاکہ، تاریخ اشاعت ۱۲ راگست ۱۹۳۱ء، یہ جلد اشاعت ثانی ہے۔ قیمت ۱۳ ٹاکا۔

(۳۱) ھدایۃ الساری الی دراسۃ البخاری، مؤلف مولانا محدث امداد الحق سلہٹی بنگلہ دیشی، ص/۲۶۱، ص/۲، ناشر مدینہ پبلی کیشنز، ۳۸/۲، بنگلہ بازار، ڈھاکہ، اشاعتِ اوّل ۱۴۲۳ھ (عربی)

(۳۲) تاریخ مدرسہ عالیہ، مؤلف ممتاز الدین احمد، ص/۱۱۰، ناشر اسلامک فاؤنڈیشن ۲۰۰۴ء، ڈھاکہ، اشاعتِ اوّل (بنگلہ)

(۳۳) تاریخ مدرسہ عالیہ، مؤلف مولانا ممتاز الدین، ص/۱۰۹ سے ۱۱۰، ناشر اسلامک فاؤنڈیشن ۲۰۰۴ء۔

☆ ہمارے صفیانِ کرام، مؤلف دیوان نورانور حسین چوہدری، ص/۴۶-۶۳، ناشر اسلامک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۴ء (بنگلہ)۔

(۳۴) مولانا عبدالکریم کے صاحبزادہ ڈاکٹر کے۔این۔کی زبانی بیان۔

☆ ماہنامہ ''القرآن چرچا'' ۲۳، سالانہ، ہفتم شمارہ، بیساکھ ۱۳۷۹ بنگلہ بمطابق ۱۸۷۴ء، ص/۱۶۲۔

(۳۵) سوانح یوسف زئی، مؤلف مولانا فضل الکریم، اشاعتِ اوّل کلکتہ، ۱۹۳۹ء۔

(۳۶) ہفت روزہ ''عرفات''، سنِ اشاعت ۱۳۷۹ بنگلہ، بمطابق ۱۹۷۴ء، ۳/ بیساکھ۔

☆ ماہنامہ ''قرآن چرچا'' مدیر ابوالفضل عبدالکریم، ۲۴واں سال، شمارہ/۷، ۱۹۷۴ء، ص/۱۶۲۔

(۳۷) بنگور لائبریری، سنِ اشاعت ۱۹۱۴ء۔

(۳۸) بنگلہ لائبریری، ص/۲۷، قیمت چار آنہ، ۱۹۱۵ء۔

(۳۹) بنگول لائبریری، سنِ اشاعت ۱۹۳۹ء۔

(۴۰) بنگول لائبریری، سہ ماہی تفصیلی کتب کی فہرست، ۱۹۳۰ء۔